متعدد عمرے، فرض حج کے قائم مقام نہیں ہوسکتے

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا بار بار عمرہ کرنے سے فرض حج ادا ہوجاتا ہے؟

جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جی نہیں! محض بار بار عمرہ کرنے سے فرض حج ادا نہیں ہوتا کیونکہ عمرہ اور حج دو الگ الگ عبادات ہیں، دونوں کے احکامات علیحدہ علیحدہ ہیں اور ادائیگی میں بھی کافی فرق ہے۔ حج صرف ایک بار زندگی میں صاحب استطاعت پر فرض ہوتا ہے اور وہ مخصوص ایام میں، مخصوص شرائط کے ساتھ، مخصوص ارکان کی ادائیگی کا نام ہے جبکہ عمرہ کرنا صاحبِ استطاعت کے لئے زندگی میں ایک بار سنتِ مؤکدہ ہے۔ نیز اس کا حج کی طرح کوئی مخصوص وقت نہیں (ہاں چند ایام میں عمرہ کی ممانعت ہے تو ان میں عمرہ کرنے کی اجازت نہیں)، یونہی اس کے اور حج کے ارکان میں بھی فرق ہے، اس لیے عمرہ، حج کا کسی صورت بدل نہیں ہوسکتا، خواہ کوئی ہزار بار عمرہ کرلے، اس سے اس کا حج ادا نہیں ہوتا۔ لہذا اگر کسی پر حج فرض ہو تو اس کے لیے بغیر عذرِ شرعی حج کو مؤخر کرنا یا اس کے بدلے عمرہ کرنا شرعاً درست نہیں ہوگا۔

مسند احمد بن حنبل میں ہے "عن ابن عباس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعجَّلوا إلی الحج یعني الفریضة فان أحدکم لا یدري ما یعرض له" ترجمہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: فرض حج ادا کرنے میں جلدی کیا کرو، کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ بعد میں اُسے کیا دشواری لاحق ہوجائے۔ (مسندِ احمد، مسند عبد اللہ بن عباس، جلد 5، صفحہ 58، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ)

اِس روایت کو نقل کرنے کے بعد علامہ عبدالرؤف مناوی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات : 1031ھ) لکھتے ہیں : "ذهب أبو حنيفة إلى وجوب فوريته تمسّكا بظاهر هذا الخبر ولأنه لو مات قبله مات عاصيا" ترجمہ : امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ اِس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فوراً حج کی ادائیگی کو لازم قرار دیتے ہیں، لہٰذا اگر حج کرنے سے پہلے مر گیا، تو گنہگار ٹھہرے گا۔ (فیض القدیر، جلد3، صفحہ250، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

تہذیب اللغۃ لابی منصور الہروی (متوفی 370ھ) میں ہے "والفرق بين الحج والعمرة أن العمرة تكون في السنة كلها، والحج لا يجوز أن يحرم به إلا في أشهر الحج: شوال وذي القعدة وعشر من ذي الحجة. وتمام العمرة أن يطوف بالبيت ويسعى بين الصفا والمرة، والحج لا يكون إلا مع الوقوف بعرفة يوم عرفة" ترجمہ : حج اور عمرہ میں فرق یہ ہے کہ عمرہ کی ادائیگی پورا سال ہو سکتی ہے جبکہ حج کا احرام صرف حج کے مہینوں میں ہی باندھا جا سکتا ہے اور حج کے مہینوں سے مراد شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجۃ کے پہلے دس دن ہیں، اور عمرہ سارے کا سارا یہ ہے کہ بیت اللہ کا طواف کیا جائے اور صفا و مروہ کی سعی کی جائے جبکہ حج، یومِ عرفہ کو وقوف عرفہ کے بغیر نہیں ہوتا۔ (تہذیب اللغۃ، ج2، ص233، دار اِحیاء التراث العربی، بیروت)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات : 1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں : "جب حج کے لیے جانے پر قادر ہو حج فوراً فرض ہو گیا یعنی اُسی سال میں اور اب تاخیر گناہ ہے اور چند سال تک نہ کیا تو فاسق ہے اور اس کی گواہی مردود مگر جب کرے گا، ادا ہی ہے، قضا نہیں۔" (بہارِ شریعت، جلد1، حصہ 6، صفحہ1036، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

صاحبِ استطاعت کے لئے زندگی میں ایک بار عمرہ کرنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ حضرت علامہ علی بن سلطان القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : "العمرة سنة مؤكدة لمن استطاع" یعنی صاحبِ استطاعت کے لئے عمرہ کرنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ (فتح باب العنایۃ، جلد1، صفحہ616، مطبوعہ دار الارقم، بیروت)

تنویر الابصار و در مختار میں ہے "(العمرة) فی العمر (مرة سنة مؤکدة) علی المذهب" یعنی عمرہ زندگی میں ایک بار سنتِ مؤکدہ ہے۔

اس کے تحت رد المحتار میں ہے "ای اذا اتی بها مرة فقد اقام السنة غیر مقید بوقت غیر ما ثبت النهی عنها فیه الا انها فی رمضان افضل" یعنی جب عمرہ ایک بار ادا کرلیا، تو سنت قائم ہوگئی یہ کسی وقت کے ساتھ مقید نہیں سوائے ان اوقات کے جن میں ممانعت ثابت ہے، ہاں عمرہ کرنا رمضان میں افضل ہے۔ (رد المحتار علی الدر المختار، جلد2، صفحہ472، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا محمد شفیق عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-3895

تاریخ اجراء: 06ذوالحجۃ الحرام1446ھ/03جون2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net